سلسلہ اصلاحی بیانات
۱۱
ہمارے تین گناہ
پہلا گناہ : وضو میں پانی زیادہ بہانا
دوسرا گناہ : مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا
تیسرا گناہ : بچوں کو صفوں سے ہٹانا
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم
میمن اسلامک پبلشرز

خطبات : حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب : محمد عبداللہ میمن

مقام : جامع مسجد بیت المکرم، گلشن اقبال کراچی

اشاعت اول : مئی ۱۹۹۷ء

تعداد : دو ہزار

ناشر : میمن اسلامک پبلشرز، ۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

باہتمام : ولی اللہ میمن

قیمت : روپے

کمپوزنگ : گریڈ اے سروسز فون نمبر : ۸۴۰۳۶۵

ملنے کے پتے

○ ___ میمن اسلامک پبلشرز، ۱۸۸/۱، لیاقت آباد۔ کراچی ۱۹

○ ___ دارالاشاعت، اردو بازار۔ کراچی

○ ___ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انار کلی۔ لاہور

○ ___ کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال۔ کراچی

○ ___ ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی ۱۴

○ ___ مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴

○ ___ مولانا اقبال نعمانی صاحب، آفیسر کالونی گارڈن۔ کراچی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے تین گناہ

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيآت اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له ونشهدان سيدنا وسندنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارک وسلم تسليماً كثيراً كثيرا۔

اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيأتكم وندخلكم مدخلا كريما۔ صدق الله

العظیم ﴾

تمہید

میرے قابلِ احترام بزرگو اور محترم خواتین! اس وقت میں آپ کی خدمت میں ایسے تین گناہ بیان کرنا چاہتا ہوں جن میں ہم میں سے اکثر لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ اور ان تینوں کا تعلق نماز پڑھنے والوں سے ہے۔ اور یہ مجمع بھی ایسے ہی حضرات پر مشتمل ہے جو اللہ کے فضل و کرم سے نماز کے پابند ہیں، اس لئے ان تین گناہوں کے بارے میں توجہ سے بات سننا ضروری ہے۔ تاکہ ہم میں سے جو شخص ان تینوں گناہوں میں یا ان میں سے کسی ایک گناہ کے اندر مبتلا ہو تو وہ اس گناہ کو چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ اور آئندہ اس گناہ سے بچنے کا اہتمام کرے۔

ہماری اصل بیماری اور اس کا علاج

ہمارا اصل مرض اور بیماری گناہ ہے، اور گناہوں کو چھوڑنا اور اس سے توبہ کرنا یہ اس کا علاج ہے۔ ہمارے یہاں پر جمع ہونے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اپنی روحانی بیماریوں کو پہچانیں۔ اور پھر ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ آہستہ آہستہ ہمارے تمام امراضِ روحانی ختم ہوجائیں اور صحت اِیمانی و روحانی حاصل ہوجائے۔ ہم

سب مل کر اپنا جائزہ لیں، اور اپنے باطن میں جھانک کر دیکھیں کہ وہاں کون کون سے گناہ گھونسلہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور کون کون سی بُری عادتیں ہمارے اندر موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم اللہ کی رضامندی اور رحمت سے دور ہو رہے ہیں۔ اور پھر ہم کوشش کریں کہ ہماری بُری عادتیں ختم ہوں اور اسکے بدلے اچھی عادتیں پیدا ہوجائیں۔ ہم گناہوں سے تائب ہوجائیں۔ اور اللہ کی رضامندی والے کام اختیار کرلیں۔ تاکہ دنیا میں بھی فلاح حاصل ہو اور آخرت میں بھی نجات حاصل ہو۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وضو میں پانی کا اسراف

ان تین گناہوں میں سے پہلا گناہ "وضو میں پانی کا اسراف کرنا" ہے۔ وضو کرنے کے لئے پانی استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور وضو میں جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے اِن کو تین تین مرتبہ دھونا سُنّت ہے۔ چنانچہ ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا سُنّت ہے، چہرے کو تین مرتبہ دھونا سُنّت ہے، پیروں کو تین مرتبہ دھونا سُنّت ہے، لیکن بلا ضرورت اور بلا وجہ چار مرتبہ یا پانچ مرتبہ دھونا اسراف میں داخل ہے۔ بعض لوگ اس اسراف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مثلاً پاؤں دھو رہے ہیں تو بلا ضرورت چار مرتبہ، پانچ مرتبہ، بلکہ دس مرتبہ پیر دھو دیئے۔ یہ سب

اسراف ہے، اور ناجائز ہے۔

لیکن زیادہ تر مرد حضرات اور خواتین اسراف کی، ایک دوسری صورت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ دوسری صورت یہ ہے کہ وضو خانے میں وضو کرتے وقت یا بیسن پر وضو کرتے وقت ٹونٹی کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں اور مسلسل اس سے پانی گرتا رہتا ہے۔ اور اسی حالت میں وضو کرنے والا اس سے پانی لیکر ہاتھ دھو رہا ہے، کلّی کر رہا ہے، ناک میں پانی ڈال رہا ہے، چہرہ دھو رہا ہے، اس کو مسل رہا ہے، داڑھی کا خلال کر رہا ہے، انگلیوں کا خلال کر رہا ہے، اور پانی مسلسل تیزی کے ساتھ نالی میں بہہ رہا ہے۔ اس طرح پانی مسلسل گرانے کا عام معمول بن گیا ہے۔ گھروں میں بیسن پر وضو کرتے وقت بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اور مساجد میں وضو خانے پر وضو کرتے وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو سُنّت کے مطابق وضو کرنے کے لئے جتنا پانی درکار ہے۔ جس کی مقدار صرف اتنی ہے جتنا پانی اس نے ہاتھ دھونے یا کلّی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے کے لئے اور چہرہ وغیرہ دھونے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو پانی ٹونٹی سے بلا استعمال ضائع ہوگیا، جس کی مقدار اس پانی سے کئی گنا زیادہ ہوگی جتنا پانی درکار تھا۔ اس طرح اس پانی کو ضائع کرنا سراسر اسراف ہے اور گناہ ہے۔

وضو تو ذریعہ مغفرت ہے

شریعت نے تو وضو کے بارے میں بتایا تھا کہ وضو کرنے سے وضو کرنے والے کے اعضاء کے تمام گناہ پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ جب وضو کرنے والا ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب کلّی کرتا ہے تو منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب ناک صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب پیر دھوتا ہے تو پیر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ لہٰذا وضو کا مقصد تو یہ تھا کہ جس طرح اس کے ذریعہ ہم ظاہری پاکی اور طہارت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح گناہوں سے باطنی طہارت بھی حاصل کریں لیکن نفس و شیطان نے ہمیں خفیہ طریقے سے اسراف کے گناہ کے اندر مبتلا کردیا۔ اور اب ہمارے خیال میں بھی یہ نہیں آتا کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے۔ بلکہ اب ہم اس گناہ کے عادی ہوگئے ہیں۔ عرصۂ دراز سے ہم وضو کے دوران اس گناہ کے اندر مبتلا ہیں، چنانچہ ہر جگہ اکثر وضو کرنے والوں کے اندر یہ گناہ آپ کو نظر آئے گا۔ پانی جو اللہ تعالیٰ کی گرانقدر نعمت ہے۔ اور بہت بڑی دولت ہے۔ اس کو ہم اس طرح بیجا بہا دیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری اور ناشکری بھی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسراف کرنے کا گناہ بھی ہماری گردنوں پر آجاتا ہے، اور وہ وضو

جو ہمارے لئے باعثِ مغفرت تھا، اس وضو کو ہم نے اپنی غفلت سے باعثِ گناہ بنالیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سب اپنے وضو کی طرف توجہ دیں۔ اور ابتک جو گناہ ہوچکا ہے اس سے سچی توبہ کریں، اور آج کے بعد جب بھی ہم وضو کریں تو اس گناہ سے ضرور بچیں۔

اس گناہ سے بچنے کا طریقہ

اس گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو دو ہاتھ عطا فرمائے ہیں، لہٰذا نلکے پر وضو کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ ہم ایک ہاتھ پانی لینے کے لئے استعمال کریں اور دوسرا ہاتھ اول سے آخر تک نلکا کھولنے اور بند کرنے کے لئے مخصوص کردیں، ایک ہاتھ میں پانی لیں اور دوسرے ہاتھ سے نلکا بند کریں۔ پھر نلکا بند کرنے کے بعد چاہیں تو دوسرا ہاتھ بھی دھونے میں استعمال کرلیں۔ سارے اعضاء کو دھوتے وقت یہ عمل کریں۔ اس لئے کہ اعضاء وضو کو دھونے کے لئے بے تحاشا پانی بہانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ شرعاً دھونے کے لئے کم از کم اتنی مقدار پانی کی کافی ہے کہ ہر عضو کو دھونے کے بعد اس سے تین چار پانی کے قطرے ٹپک جائیں۔ یہ دھونے کی کم سے کم حد ہے۔ مسح کرنے اور دھونے میں یہی فرق ہے کہ مسح کے اندر پانی نہیں ٹپکتا، گیلا ہاتھ پھیر دینے کو مسح کہتے ہیں۔ اور دھونا اس کو کہتے ہیں کہ دھونے کے بعد پانی کے چند قطرے ٹپک

جائیں۔ لہٰذا ایک چلو پانی جو ہم ایک ہاتھ میں لیتے ہیں وہ پانی دھونے کی مذکورہ بالا شرعی حد سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس پانی سے وضو کے پانی کی مسنون مقدار پوری طرح سے حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا کہ ایک ہاتھ سے وضو کرنے کا جو طریقہ آپ نے بتایا ہے اس سے ہم کس طرح وضو کریں؟ اور ایک ہاتھ سے تو وضو ہی نہیں ہو سکتا۔ حقیقت میں یہ ہمارے نفس کا دھوکہ ہے۔ ورنہ ایک ہاتھ میں جتنا پانی آتا ہے شریعت کے مطابق مسنون طریقے پر وضو کرنے کے لئے وہ بالکل کافی ہے۔

توجّہ اور دھیان کی ضرورت ہے

بس اس کے لئے توجہ کی ضرورت ہے، اور اپنے اندر اس احساس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اسراف کے گناہ میں مبتلا ہیں۔ جس سے بچنا ہمارے ذمے ضروری ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ ہوگی، عذاب ہوگا، اور جواب دینا ہوگا کہ تم نے پانی جیسی گرانقدر نعمت میں یہ گناہ کیوں کیا؟ اگر یہ ڈر اور خوف ہمارے دلوں میں آجائے تو پھر صرف ایک ہی نماز کے وضو میں یہ گناہ چھوٹ سکتا ہے۔

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

علاج تو موجود ہے مگر کوئی شخص اپنے کو مریض سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر کوئی مریض ہی نہ ہو تو طبیب کیا کریگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہاتھ پانی لینے کے لئے استعمال کرنا اور دوسرا ہاتھ ٹونٹی کھولنے اور بند کرنے کے لئے استعمال کرنا، وضو کو سُنّت کے مطابق کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔

بس اس کی ذرا سی مشق کی ضرورت ہے، اب تک چونکہ ہم نے اپنی عادت بے تحاشا پانی استعمال کرنے کے لئے بگاڑ رکھی ہے، اس لئے شروع میں ایک ہاتھ استعمال کرنے میں ذرا تکلّف ہوگا۔ لیکن جب گناہ سے بچنا ہے تو یہ کام کرنا پڑے گا۔ انشاء اللہ چند روز گزرنے کے بعد آپ کو محسوس ہوگا کہ واقعۃً اس سے پہلے ہم بیکار اور بے فائدہ اس گناہ کے اندر مبتلا رہے۔ اور اب ہمارے لئے ایک ہاتھ سے وضو کرنا بے حد آسان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس گناہ کو ہم سے چھڑادے۔ آمین۔

مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کا ثواب

اب دوسرا گناہ لے لیجئے۔ یہ دوسرا گناہ بطور خاص مسجد کے اندر پایا جاتا ہے۔ جو حضرات مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں وہ بعض مرتبہ اس گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً وہ نمازی جو اپنا اکثر

وقت مسجد میں گزارتے ہیں۔ اور نماز کے وقت سے بہت پہلے مسجد میں آجاتے ہیں۔ اور صف اول میں جماعت کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ مسجد میں بہت جلدی آجانا اور صف اول میں نماز کے انتظار میں بیٹھ جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ اس لئے کہ جب تک نمازی مسجد میں جماعت کے انتظار میں رہتا ہے اس شخص کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل نماز" میں فرمایا ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں باجماعت مسجد میں نماز پڑھنے والے کو تقریباً تین کروڑ پینتیس لاکھ، چون ہزار چار سو بتیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ یہ ثواب کتنا عظیم ہے۔

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا

لیکن جس عمل پر جتنا عظیم ثواب حاصل ہوتا ہے، اِس عظیم ثواب سے محروم کرنے کے لئے شیطان بھی اپنا پورا زور لگا دیتا ہے۔ چنانچہ اس ثواب سے انسان کو محروم کرنے کے لئے شیطان یہ کرتا ہے کہ جو نمازی مسجد میں نماز کے وقت سے بہت پہلے آجاتے ہیں، اور نماز کے بعد بھی دیر تک ذکر و اذکار اور وظائف میں مشغول رہتے ہیں، چپکے سے ان کو اس گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسجد میں آکر جتنی نیکیاں وہ کماتے ہیں وہ سب اس گناہ کی وجہ

سے برباد ہو جاتی ہیں۔ وہ گناہ ہے ''مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا''
یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مساجد صرف نماز کے لئے، ذکر و اذکار کے لئے،
تلاوت قرآن کے لئے، تسبیحات، درود شریف پڑھنے کے لئے ہیں۔
گویا مساجد کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے،
یہ مساجد دنیا کے بازار نہیں ہیں کہ جس طرح ہم بازار میں آزادانہ جو
چاہیں کر سکتے ہیں، وہ سب مساجد میں بھی کر لیں۔ بلکہ یہ تو خالص اللہ
کی عبادت کے لئے ہیں۔ یہاں آکر ہر شخص کو اللہ کی عبادت میں لگنا
چاہئے۔ جب مسجد میں ہم داخل ہوں تو بازار کے معاملات کو باہر ہی
چھوڑ دیں۔ گھر کی باتوں کو بھی باہر چھوڑ دیں۔ اور جو کچھ بھی باہر کے
معاملات ہیں ان سب کو باہر ہی چھوڑ دیں۔ مسجد کے اندر آکر صرف
اللہ تعالیٰ سے لو لگانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے۔ اللہ
تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ اس کا ذکر کرنا ہے۔ اِس سے دعا مانگنی ہے۔ اب
اگر مسجد کے اندر آکر بھی ہم دنیا کو نہ چھوڑیں بلکہ دنیا کی باتوں میں
مشغول ہو جائیں تو یہ بد ترین گناہ ہے۔

مسجد میں باتیں کرنے کی ممانعت

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کی ممانعت بہت سی احادیث میں آئی
ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ:

”میری اُمت کے آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو مسجدوں میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے، ان کے پاس دنیا کا تذکرہ ہو گا اور دنیا ان کو محبوب ہو گی ان کے پاس (ہرگز) نہ بیٹھنا، اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں“۔ (المدخل لابن حاج)

دیکھئے! اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو ان کے پاس بیٹھنے سے منع فرمادیا، دوسری طرف یہ اِشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی عبادت، ان کے ذکر و اذکار اور تسبیحات وغیرہ مقبول نہیں، اللہ تعالیٰ ان سے ناراض اور خفا ہیں۔

ہماری مساجد کا حال

مساجد میں دنیاوی باتیں کرنے والوں کے حلقے آج ہمیں اپنے زمانے کی مساجد میں نظر آتے ہیں، بڑی بڑی مساجد میں آپ دیکھیں گے کہ کہیں چار آدمی کہیں پانچ آدمی حلقہ بنائے ہوئے اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں جیسے اپنے گھر کی بیٹھک میں بیٹھے ہیں۔ اور دنیاوی باتیں ہورہی ہیں۔ اگر وہ بازار کی مسجد ہے تو بازار کے مسائل وہاں زیرِ بحث ہیں۔ اور اگر دفاتر کی مسجد ہے تو وہاں دفتر کے مسائل پر تبصرہ ہورہا ہے۔ تفریح گاہ کی مسجد ہے تو تفریح کے مسائل پر گفتگو ہورہی ہے۔ اگر گاؤں کی مسجد ہے تو گاؤں کے سارے مسائل وہاں

زیر بحث ہیں۔ اور سرحد اور بلوچستان کے بعض علاقوں میں تو یہ رواج ہے کہ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد اور دوسرے اوقات میں بھی لوگوں کی ٹولیاں مسجد میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور جس طرح اپنے گھر کی بیٹھک میں آزادانہ باتیں کرتے ہیں، بالکل اسی طرح مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ اور اگر سردی کا موسم ہے تو مسجد کے ہال میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ مسجد ہی میں کھانا کھایا جارہا ہے، وہیں چائے کا دور بھی چل رہا ہے، بس مسجد کو گھر کی بیٹھک بنایا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کی اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ میرے عزیزو! مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا سنگین گناہ ہے۔

مسجد میں گناہ کی باتیں کرنا

پھر مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کرنے کی کئی قسمیں ہیں:

(١) ایک یہ کہ مسجد کے اندر بیٹھ کر گناہ کی باتیں کی جائیں، یہ بالکل حرام اور ناجائز ہے۔ مثلاً مسجد میں بیٹھ کر دوسروں کی غیبت کرنا، مسجد کی انتظامیہ کی بُرائیاں بیان کرنا۔ یا اِمام صاحب سے کوئی شکایت ہے تو اس کی غیبت کرنا۔ یا مؤذن اور مسجد کے خادم کی غیبت کرنا۔ بعض اوقات امام یا مؤذن اور خادم کو کسی نمازی سے کوئی شکایت ہوتی ہے تو وہ بھی اس گناہ میں شریک ہوجاتے ہیں۔ یہ سب غیبت

میں داخل ہے اور حرام ہے۔ اور غیبت کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو برُائی بیان کی جارہی ہے وہ واقعۃً اس شخص کے اندر موجود ہے۔ اور اگر ہم مسجد میں بیٹھ کر دوسروں کی ایسی برُائی بیان کررہے ہیں جو واقعۃً اس میں موجود نہیں ہے تو یہ بہتان کا گناہ ہے، اور بہتان لگانے کا گناہ غیبت سے بھی زیادہ ہے۔ اور غیبت کے بارے میں حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

﴿الغیبۃ اشدّ من الزّنا﴾

"غیبت زنا سے بھی زیادہ بدتر ہے"۔

اب ذرا اس کا تصور کریں کہ کوئی شخص "معاذ اللہ" مسجد کے اندر زنا کا ارتکاب کرے تو ہم اس کو کیسا خیال کریں گے؟ ظاہر ہے کہ ہم اِس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اور اس فعل کو انتہائی برُا سمجھیں گے۔ اور غیبت زنا سے بدتر ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسجد کے اندر زنا کرنے کو تو حرام تصور کریں اور غیبت سے بچنے کا بالکل بھی اہتمام نہ کریں۔ یہ ہماری کوتاہی اور کم فہمی کی بات ہے، اس لئے ہمیں مسجد میں بیٹھ کر غیبت اور بہتان اور جھوٹ سے بہت زیادہ بچنا چاہئے۔ ایک گناہ کی کڑی دوسرے گناہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جب ایک گناہ کا آغاز کریں گے تو اس کے ساتھ دس گناہ اور ہوجائیں گے۔ اس لئے گناہ سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنی زبان

کو تالہ لگائیں اگر زبان کھولیں تو یاد الٰہی کے لئے کھولیں، تلاوت اور ذکر اللہ اور تسبیح کے علاوہ اور کچھ بھی ہماری زبان سے نہ نکلے۔

مسجد میں کاروباری باتیں کرنا

(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر جو باتیں کر رہے ہیں وہ اگرچہ گناہ کی باتیں نہیں ہیں لیکن دنیاوی باتیں ہیں۔ مثلاً کاروباری معاملات کی باتیں کرنا، آپس کے معاملات کی باتیں کرنا، حالاتِ حاضرہ پر جائزہ گفتگو کرنا وغیرہ۔ بعض مرتبہ یہ سب باتیں مسجد کی صف اول میں بہت زور و شور سے ہوتی ہیں۔ مسجد میں اس قسم کی دنیاوی باتیں کرنا بھی گناہ ہے، اور اس مقصد کے لئے مسجد میں بیٹھنا بھی گناہ ہے۔ ایسی باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔

مسجد میں ضروری بات کرنا

(۳) تیسری قسم یہ ہے کہ بعض اوقات مسجد میں بیٹھے ہوئے اچانک دنیا کی کوئی بات کہنی پڑجاتی ہے۔ مثلاً کسی کو کوئی پیغام یا اطلاع دینے کی ضرورت پیش آگئی۔ اور اس شخص سے مسجد میں ملاقات ہوگئی۔ اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ اس قسم کی ضرورت کی بات مسجد میں کہنے کی گنجائش ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے وہ بات کہنی ہو اس کے قریب جاکر آہستگی سے وہ بات کہہ

دیں تاکہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ آئے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی جائز اور ضروری بات بھی مسجد میں نہ کریں بلکہ مسجد سے باہر کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے وہ بات کہنی ہے اس کو اشارہ کرکے مسجد سے باہر بلالیں یا مسجد کے وضو خانے میں بلالیں اور وہاں اس سے وہ بات کرلیں۔ بہرحال، مسجد میں فضول باتیں کرنا، دنیاوی باتیں کرنا بڑا گناہ ہے۔ اس سے تو لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ عین نماز کے وقت مسجد میں آئیں اور نماز پڑھنے کے بعد فوراً گھر چلے جائیں اور باتیں کرنے کے لئے مسجد میں نہ ٹھیریں۔ یہاں بیٹھ کر اللہ کے گھر کی بے حرمتی کرکے اپنی نیکیوں کو برباد نہ کریں۔ اب یہ دیکھئے کہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کا گناہ کتنا سنگین ہے۔ اور اس پر کتنا عذاب اور وبال ہے۔!!

اِس گناہ کی سنگینی

ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا نام "آداب المساجد" ہے، ہم میں سے ہر شخص کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس رسالے میں مسجد کے آداب بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ کہ کون کون سے کام مسجد میں کرنا جائز ہیں اور کون کون سے کام مسجد میں کرنا ناجائز ہیں۔ اور چونکہ ہم مسجد میں آتے ہیں اس لئے مسجد کے آداب اور اس کے مسائل

سے باخبر رہنا ہم پر فرض ہے۔ ان مسائل سے بے خبری ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم اس سنگین گناہ کے اندر مبتلا ہو رہے ہیں۔ اگر ہم ان مسائل سے باخبر ہوتے تو اس گناہ کے اندر مبتلا نہ ہوتے۔ اس رسالے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو حدیثیں تحریر فرمائی ہیں۔ ایک حدیث یہ کہ مسجد کے اندر باتیں کرنے والے کی نیکیاں اس طرح ختم ہوجاتی ہیں جس طرح آگ سے جل کر لکڑی ختم ہوجاتی ہے۔ مسجد میں تو ہم اس لئے آتے ہیں تاکہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کریں۔ اس لئے تو نہیں آتے کہ ہماری نیکیاں جل کر ختم ہوجائیں۔ لیکن اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس گناہ میں مبتلا ہو کر ان نیکیوں کو ختم کرکے مسجد سے رخصت ہوجاتے ہیں۔ یہ کتنے خسارے کی بات ہے؟

مسجد میں باتیں کرنے پر وعید

دوسری حدیث یہ ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے لگتا ہے تو ملائکہ اس شخص سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اسکت یا ولی الله اے اللہ کے ولی خاموش ہوجا۔ تیرے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تو اللہ کے گھر میں بیٹھ کر ایسی باتیں کرے جس سے تیرا خالق و مالک اور تیرا پروردگار ناراض ہو۔ وہ کام کر جس سے تیرا خالق و مالک خوش ہو۔ اگر وہ شخص خاموش ہوجاتا ہے تب تو ٹھیک لیکن اگر وہ باز نہیں آتا اور برابر باتیں کرتا رہتا ہے تو فرشتے دوبارہ ان

الفاظ سے مخاطب ہوتے ہیں کہ اسکت یا بغیض الله او اللہ کی نظر سے گر جانے والے خاموش ہو جا۔ دیکھئے، ذرا سی دیر میں ولایت چھن گئی اور اللہ کے دوست اور ولی ہونے کا لقب چھن گیا اور اب اللہ کا مبغوض اور ناپسندیدہ بن گیا۔ اگر وہ اب بھی خاموش ہو جائے تو غنیمت ہے۔ لیکن اب بھی اگر وہ خاموش نہیں ہوتا بلکہ مسلسل دنیاوی باتیں کرتا رہتا ہے اور مسجد کا احترام نہیں کرتا تو اب تیسری مرتبہ فرشتے اس سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اسکت لعنة الله علیک خاموش ہو جا، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ (المدخل)

اس سے زیادہ اللہ کا غضب اور ناراضگی اور کیا ہوگی۔ تھوڑی دیر پہلے جس کو "ولی اللہ" کہہ کر مخاطب کیا تھا، اب اسی کو "اللہ کے دشمن" کا لقب مل رہا ہے، اور پھر اس پر لعنت کی جارہی ہے، اور لعنت اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا نام ہے اور یہ تو اللہ کے غضب کی خوف ناک حد ہے۔ ذرا دیر کے لئے غور کریں کہ ہم مسجد میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے آتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے جب بھی مسجد میں آئیں تو اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ بجز اللہ تعالیٰ کی یاد کے دنیا جہاں کی کوئی بات نہ کریں۔ اور اس مذکورہ بالا وعید کو ذہن میں رکھیں۔

ایک عبرتناک حدیث

ایک کتاب کا نام "دقائق الاخبار" ہے اس میں بھی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے کے بارے میں ایک روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت کے روز تمام لوگ میدانِ حشر میں جمع ہوں گے تو بچھو کی نسل کا ایک جانور نکلے گا جس کا نام حریش ہو گا،اُس کا سر آسمان پر ہو گا اور اس کی دم زمین پر ہو گی، اتنا بڑا جانور ہو گا، اور وہ ستر مرتبہ یہ آواز لگائے گا کہ این من بارز الرحمن، واین من حارب الرحمن وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے اللہ رب العالمین کو مقابلہ کی دعوت دی ہے؟ اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جنگ کا اعلان کیا ہے؟ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اس جانور سے مخاطب ہو کر پوچھیں گے: اے حریش! تجھے کن لوگوں کی تلاش ہے؟ جواب میں وہ کہے گا مجھے پانچ آدمیوں کی تلاش ہے۔

نماز چھوڑنے والے کہاں ہیں؟

(۱) این من ترک الصلوۃ؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے؟ بے نمازیوں کو وہ تلاش کرے گا۔ ہم میں بھی بعض لوگ ایسے ہوں گے جو فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، کبھی عشاء کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ لوگ غور کریں، حالانکہ پانچوں وقت کی نماز فرض

ہے، فجر اور عشاء کی نماز پڑھنا بھی فرض ہے، اور جو بالکل ہی نماز نہیں پڑھتے وہ بھی ذرا فکر کریں۔ کیونکہ قیامت کا دن آنے والا ہے اور برحق ہے۔ دنیا چند روزہ ہے۔ اس چند روزہ زندگانی میں نماز کے اندر سستی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ خواتین کو سستی کرنی چاہئے اور نہ مرد حضرات کو سستی کرنی چاہئے۔ اور کوئی نماز قضاء نہ ہونے پائے۔ ہر نماز اپنے وقت پر ادا ہوتی رہے۔ یہ "حریش" جانور تمام بے نمازیوں کو ایک ایک کرکے پکڑ لے گا۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کہاں ہیں؟

(۲) این من منع الزکاۃ؟ پھر وہ جانور پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں مال و دولت کے مالک تھے، لیکن مال کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے۔ آج بھی بہت سے مسلمان مرد اور خواتین ایسی ہیں جن کی ملکیت میں اتنا مال ہوتا ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اکثر خواتین زیورات بنوانے کی تو بڑی شوقین ہوتی ہیں۔ لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کی فکر نہیں کرتیں۔ مرنے کے بعد وہ زیور ان کے لئے سانپ کا ہار بن جائے گا۔ بہرحال یہ جانور "حریش" میدانِ حشر میں ایسے لوگوں کو ایک ایک کرکے تلاش کرے گا جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔

شراب پینے والے کہاں ہیں؟

(۳) این من شرب الخمر؟ پھر وہ "حریش" پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں شراب نوشی کیا کرتے تھے؟ ہمارے یہاں شراب نوشی کا رواج بڑھتا جارہا ہے۔ کیونکہ ہم ٹی وی کے فحش پروگرام دیکھنے کے عادی ہوتے جارہے ہیں اور یہ ٹی وی تو تمام بُرائیاں سکھانے کا ماسٹر ہے۔ اس کے ذریعہ ہمیں ڈھٹائی کے ساتھ شراب نوشی بھی سکھائی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اوپر کی سطح پر کثرت سے ہمارے معاشرے میں شراب نوشی پھیلتی جارہی ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ نیچے کے طبقے میں بھی آجائے گی۔ یاد رکھئے: شراب اسلام کے اندر حرام ہے۔ اور اس کا یہ وبال ہے کہ میدانِ حشر میں یہ جانور ان لوگوں کو تلاش کرکے پکڑلے گا جو دنیا میں شراب نوشی کیا کرتے تھے۔

سُود کھانے والے کہاں ہیں؟

(۴) این من اکل الربوا؟ چوتھے نمبر پر وہ "حریش" پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں سُود کھایا کرتے تھے؟ یہ گناہ ایسا ہے جو آج ہمارے معاشرے کے اندر عام ہوگیا ہے۔ اور ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بن چکا ہے۔ جب کوئی شخص کارخانہ لگاتا ہے تو اکثر سُودی قرض لے کر کارخانہ لگاتا ہے۔ اور معمولی کاروبار کرنے والے

بھی بینک سے سُودی قرض لیتے ہیں۔ آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اپنی رقمیں بینکوں کے اندر فکس ڈپازٹ میں یا سیونگ اکاؤنٹ میں رکھواتے ہیں اور اس کے زریعہ بینک سے سُود وصول کرکے اپنا کام چلاتے ہیں۔ یاد رکھیں بینک کا سُود خالص سُود ہے اور سخت ترین حرام ہے۔ اس کے بارے میں قرآنِ کریم میں ارشاد ہے کہ:

"اگر تم سُود سے باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کے رسول سے اعلانِ جنگ سن لو"۔

جس قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہو، وہ قوم کیسے ترقی کر سکتی ہے؟ انہی گناہوں کی وجہ سے ہم پریشانیوں میں، ذلّت اور رُسوائی میں، طرح طرح کے عذابوں اور وبالوں میں گرفتار ہیں، جب تک ہم ان گناہوں کو نہیں چھوڑیں گے اور توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمارے حالات بدلنا مشکل ہے۔ بہرحال یہ "حریش" ان لوگوں کو تلاش کرکے پکڑلے گا جو دنیا میں سُود کھایا کرتے تھے۔ یا سُودی لین دین کیا کرتے تھے۔

بیمہ کرنے اور کرانے والے

آج ہمارے ملک میں اِنشورنس کمپنیاں قائم ہیں۔ جس میں مکان کا بیمہ، کارخانے کا بیمہ، دوکان کا بیمہ، جان کا بیمہ، آنکھ کا بیمہ ہو رہا

ہے۔ جس میں بیمہ کرنے والے بھی مسلمان ہیں اور کرانے والے بھی مسلمان ہیں۔ اور انشورنس کی بنیاد سُود اور جوے پر ہے۔ اور اسلام میں سُود بھی حرام ہے اور جوا بھی حرام ہے۔ اور اب تو انشورنس کے مسئلہ پر پوری دنیا کے ۴۵ اسلامی ملکوں کے ۱۵۰ علماء و محققین اور فقہاء متفق ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے متفقہ طور پر سُود اور جوے کی بنیاد پر بیمہ کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے انشورنس کے گناہ سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ اس کے وبال اور عذاب سے دنیا و آخرت میں دوچار ہونا پڑے گا۔

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والے کہاں ہیں؟

(۵) پانچویں مرتبہ وہ "حریش" اعلان کرے گا این من یتحدث بحدیث الدنیا فی المساجد؟ کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو مساجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کیا کرتے تھے؟ اس اعلان کے بعد وہ جانور اپنا کام اس طرح شروع کرے گا کہ اپنی گردن سے ان پانچ قسم کے لوگوں کو ایک ایک کرکے اُچک لے گا اور اپنے منہ میں جمع کرتا جائے گا۔ اور پھر ان سب کو لے کر جہنم کے اندر چلا جائے گا۔ العیاذ باللہ۔ (صفحہ ۳۸)

دیکھئے: ایک تو اس جانور کے منہ کے اندر جانا اور پھر جہنم کے اندر جانا، یہ کتنا ہولناک اور دردناک عذاب ہوگا۔ اس لئے ہمیں مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنے سے اپنی زبانوں کو تالہ لگالینا چاہئے۔ یہ گناہ

تو ہماری گھٹی میں ایسا پڑ گیا ہے کہ جب ہم میں سے، کوئی حج یا عمرہ کے لئے جاتا ہے تو بیت الحرام اور مسجد نبوی میں بھی ہم دنیاوی باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور وہاں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر وہاں کی چیزوں اور لوگوں پر تبصرہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایسی بُری عادت ہے کہ وہاں جاکر بھی یہ عادت نہیں چھوٹتی، اس لئے اگر ہم یہاں رہ کر اس گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے رہے تو انشاء اللہ حج اور عمرہ کے موقع پر بھی اس گناہ سے بچ جائیں گے۔ بہرحال اس عادت کو فوراً چھوڑنا ضروری ہے اور اس گناہ سے سچی توبہ کرنا لازمی ہے۔

ایسے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں

تیسرا گناہ جو مسجد میں ہوتا ہے، وہ بچوں سے متعلق ہے۔ بچوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) بچوں کی پہلی قسم وہ ہے جو ابھی معصوم اور چھوٹے ہیں۔ اور جن کو مسجد کا شعور ہی نہیں۔ نہ ان کو مسجد کے آداب کا علم ہے، نہ ان کو نماز کی خبر ہے، اور نہ ان کو یہ علم ہے کہ یہ مسجد اللہ کی عبادت کی جگہ ہے۔ اور ان بچوں سے یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ مسجد میں پیشاب کر دیں یا مسجد میں کھیلیں کودیں اور اس کی بے حرمتی کریں، جیسے پانچ چھ سال کی عمر تک کے بچے ہوتے ہیں۔ ایسے بچوں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔ اور ماں

باپ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے بچے مسجد میں نہ لائیں۔ اور اگر ایسے بچے مسجد میں لائیں گے اور وہ آکر مسجد کی بے حرمتی کریں گے تو ماں باپ گناہ گار ہوں گے، اس لئے کہ وہ بچے خود تو معصوم ہیں۔ مسجد کی انتظامیہ بھی ایسے بچوں کو مسجد میں آنے سے روک سکتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ شریعت میں ہر چیز کی حد مقرر ہے۔ اور ان حدود ہی کا نام دین ہے، اور ان حدود کی ہم سب کو پابندی کرنی ہے۔

ایسے بچوں کو مسجد میں نہ لانا بہتر ہے

بچوں کی دوسری قسم وہ ہے جو ان سے ذرا بڑے ہوتے ہیں جو سات سال سے ۱۱ سال تک کی عمر کے ہوتے ہیں، ایسے بچے مسجد کو مسجد سمجھتے ہیں۔ اس کا تھوڑا بہت احترام بھی کرتے ہیں۔ لیکن ابھی پوری سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کا پورا احترام بجالانے سے قاصر ہیں۔ ایسے بچوں کو مسجد میں لانا جائز ہے، لیکن نہ لانا بہتر ہے۔

ایسے بچوں کو مسجد میں لانا چاہئے

بچوں کی تیسری قسم وہ ہے جو بالغ ہونے کے قریب ہیں۔ جن کی عمر ۱۲ سال سے ۱۴ سال تک کی ہوتی ہے۔ البتہ ۱۵ سال کی عمر کا بچہ شرعاً بالغ سمجھا جاتا ہے، چاہے اس کے اندر بالغ ہونے کی علامات ظاہر

ہوں یا نہ ہوں، ایسے بچوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کو مسجد میں لانا چاہئے، تاکہ ان کے اندر نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت پڑجائے۔ کیونکہ بالغ ہوتے ہی ان پر نماز فرض ہوجائے گی۔ اور مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہوجائے گا۔ اگر ہم نے پہلے سے ان کو نماز باجماعت کا عادی نہیں بنایا تو بالغ ہونے کے بعد عادت پڑنے میں وقت لگے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ نمازیں بھی قضاء کریں گے اور جماعت بھی چھوڑیں گے۔ لہٰذا جب بچہ بالغ ہونے کے قریب ہوجائے تو اس کو مسجد میں لانا شروع کردیں۔ اور گھر میں اس کو بتاتے رہیں کہ مسجد کا احترام کرنا چاہئے۔ وہاں جاکر نمازیں پڑھتے ہیں۔ ذکر اور تسبیح کرتے ہیں۔ وہاں شور و شغب نہیں کرتے۔ ایسے بچوں کو مسجد کی جماعت میں بھی شامل کریں۔

بچوں کی صف مردوں کے بعد

اور جب مردوں کی صفیں مکمل ہوجائیں تو اس کے بعد ان بچوں کی صفیں بنائیں۔ یہی سُنّت طریقہ ہے۔ اور نماز شروع ہونے کے بعد جو لوگ آئیں وہ ان بچوں ہی کی صفوں میں دائیں اور بائیں شامل ہوجائیں۔

بچوں کو ان کی صف سے پیچھے کرنا جائز نہیں

لیکن بعض لوگ اس موقع پر ایک غلطی کرتے ہیں، وہ یہ کہ نماز شروع ہونے کے بعد جب وہ لوگ مسجد میں آتے ہیں اور صف میں شامل ہوتے ہیں۔ اور بچوں کو صف میں کھڑا دیکھتے ہیں تو ان کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو پیچھے کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص آیا اور بچے کو صف میں کھڑا دیکھ کر اس کو کان سے پکڑ کر پیچھے کی صف میں کھڑا کر دیا، اور اگر بچہ تھوڑی ضد کرے تو اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پیچھے کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں، اکثر مساجد میں آپ کو یہ تماشہ نظر آئے گا۔ اب جو شخص بھی آرہا ہے وہ یہ عمل کر رہا ہے۔ فرض کریں کہ اگر بچہ جماعت کھڑی ہوتے وقت پہلی صف میں تھا تو سلام کے وقت وہ آخری صف میں پہنچ جاتا ہے، اس لئے کہ ہمارے یہاں عموماً جماعت کھڑی ہوتے وقت نمازی تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور اکثریت بعد میں آنے والوں کی ہوتی ہے۔ اب جو بھی بعد میں آتا ہے وہ بچوں کو پچھلی صف میں دھکیل دیتا ہے اور خود اس کی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ بچوں کے برابر میں کھڑے ہونے سے نماز نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ذہن کو اس سے بالکل صاف کر لینا چاہئے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ آپ بچوں کے برابر میں کھڑے ہو جائیں۔ چاہے بچہ اگلی صف میں ہو یا پچھلی صف

میں ہو۔ دائیں طرف کھڑا ہو یا بائیں طرف ہو۔ اس کی وجہ سے بالغان کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

ایک اور مسئلہ

ایک بات یہ یاد رکھئے کہ بچوں کی نماز سچ مچ نماز ہے۔ اگرچہ وہ بالغ نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی نماز چاہے فرض نہ ہو، لیکن وہ نفل نماز ضرور ہے۔ اور جس طرح ہماری نفل نماز ہے، اسی طرح بچوں کی نفل نماز ہے۔ اور جس طرح ہمیں کوئی شخص اگلی صف سے پچھلی صف میں کھینچ کر نہیں لاتا۔ اور اگر کوئی یہ حرکت کرے تو ہم لڑنے مرنے کے لئے تیار ہوجائیں گے۔اسی طرح بچوں کو بھی اگلی صف سے کھینچ کر پچھلی صف میں نہیں لانا چاہئے۔ اسی وجہ سے حضرات فقہاء کرام ؒ نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر صف پوری ہوچکی ہو اور اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دیکھا کہ اگلی صف مکمل ہوچکی ہے تو وہ اگلی صف سے ایک شخص کو پکڑ کر پچھلی صف میں لائے پھر دونوں مل کر پچھلی صف میں کھڑے ہوجائیں۔ لیکن ساتھ ہی حضرات فقہاء کرام ؒ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب اس شخص کو یہ مسئلہ معلوم ہو جس کو آپ پیچھے کھینچ رہے ہیں۔ اور جب آپ اس کو کھینچیں گے تو وہ آرام سے پیچھے آجائے گا، اور اگر اندازہ یہ ہے کہ وہ شخص پیچھے آنے کے بجائے لڑنے کے لئے تیار

ہوجائے گا تو اس صورت میں اکیلے ہی پچھلی صف میں کھڑے ہوجائیں اور دوسروں کی نماز خراب نہ کریں۔

بعد میں آنے والے پیچھے صف بنائیں

بہرحال، جس طرح ہم اپنے لئے اس بات کو ناقابلِ گوارہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص ہمیں کھینچ کر پیچھے کرے۔ تو پھر یہ بچے کیسے گوارہ کرلیں گے کہ ان کو پیچھے کیا جائے۔ لہٰذا جب بچہ اپنی صحیح جگہ پر کھڑا ہوا ہے تو اس کو اس کی جگہ سے ہٹانا جائز نہیں، اور بعد میں آنے والے جو نمازی ہوں، ان کو چاہئے کہ بچوں کے دائیں اور بائیں کھڑے ہوجائیں۔ اور جب وہ بچوں والی صف پوری ہوجائے تو باقی لوگ اپنی صف بچوں کے پیچھے بنائیں۔ اس لئے کہ یہ بعد میں آنے والے خود تاخیر سے آئے۔ اور اب مجبوراً ان کو پیچھے کھڑا ہونا پڑا۔ اب بچوں کو پیچھے ہٹانا اور خود ان کی جگہ پر کھڑے ہوجانا بالکل درست نہیں۔ گناہ کی بات ہے۔ اور اس عمل کے ذریعہ ہم ان کی نماز فاسد کرتے ہیں۔ جس کا عذاب اور وبال ہماری گردن پر ہوگا۔

بچوں کو مردوں کی صفوں میں کھڑا کرنا

دوسری صورت یہ ہے کہ جو بچے مسجد میں نماز پڑھنے آرہے ہیں اگر وہ غیر تربیت یافتہ ہیں۔ اور ہم نے ان کی کوئی تربیت نہیں کی۔

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ بالغ ہونے کے قریب ہیں، لیکن مسجد میں بھاگتے دوڑتے رہتے ہیں، کھیل کود کرتے ہیں۔ مسجد میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ایسے غیر تربیت یافتہ بچّے جب مسجد میں آئیں تو اگر ان سب بچّوں کو ایک ساتھ کھڑا کیا جائے گا تو سب آپس میں شرارتیں کریں گے۔ اور ایک دوسرے کو نماز میں دھکے دیں گے۔ جس کی وجہ سے ان مردوں کی بھی نماز فاسد ہو سکتی ہے جو ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا ایسے بچّوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کی علیحدہ صف نہ بنائی جائے، بلکہ ان کو بالغان کی صفوں میں متفرق طور پر کھڑا کر دیا جائے۔ کسی کو دائیں طرف اور کسی کو بائیں طرف، تاکہ نہ تو ان بچّوں کی نماز خراب ہو اور نہ مردوں کی نماز خراب ہو۔ اور اگر ایک دو بچّے ہوں تو ان کو مردوں کی صف میں کھڑا کر دینا بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا ہمارے ذہنوں میں جو یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اگر بچّے مردوں کی صفوں میں شامل ہوں تو مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، یہ تصوّر غلط ہے، اس کی اصلاح کر لینی چاہئے۔

بچّوں کو ڈانٹنا درست نہیں

اسی سلسلے کی ایک اور بات ہے، وہ یہ کہ بچّے بہرحال بچّے ہوتے ہیں۔ آپ ان کو کتنا بھی سمجھا لیں، وہ بچہ بچہ ہی رہے گا۔ وہ بڑے ابّا

تو نہیں بنے گا، اور شرارت کرنا ان کی فطرت ہے، لہٰذا جب وہ مسجد میں آئیں گے تو کچھ نہ کچھ شرارت ان سے ہو ہی جائے گی۔ لیکن اس وقت ہم بچّے کے ساتھ بہت نازیبا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب وہ مسجد میں کوئی شرارت کرتا ہے تو ہم اس کو بُری طرح ڈانٹ دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسی گرجدار آواز سے ڈانٹتے ہیں کہ جس سے بچّے کے پیشاب خطا ہونے کا ڈر لگتا ہے۔ اور اس بچّے کو اس طرح مسجد سے نکال دیتے ہیں جس طرح کسی کتے کو بھگایا کرتے ہیں۔ یہ بہت بدتمیزی کی بات ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا فلیس منّا﴾

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور شفقت نہ کرے۔ اور جو ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، وہ ہم سے نہیں ہے۔ یعنی ایسا شخص میرے طریقے پر اور میری سُنّت پر قائم نہیں ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بچّے کو ڈانٹا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن کے دس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے، ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو آپ کی خدمت کے لئے آپ کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس دس سال کے عرصے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھے ایک مرتبہ بھی نہیں ڈانٹا، اور نہ کبھی آپ نے یہ پوچھا کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچّوں کے ساتھ طرزِ عمل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا اور دل میں یہ بات تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کے لئے حکم فرمایا ہے ضرور جاؤں گا غرض یہ کہ میں چل دیا، بازار میں مجھے بچّے کھیلتے ہوئے ملے (میں انہیں دیکھنے لگا حضور میرا انتظار فرما کر وہاں تشریف لائے) اچانک میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے میری گدی پکڑے ہوئے ہیں، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے اور فرمایا اُنَیس! جہاں جانے کے لئے میں نے تم سے کہا تھا تم وہاں گئے میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول جا رہا ہوں"۔

(مسلم)

حالانکہ یہ غصّہ کرنے کا موقع تھا کہ بھائی! ہم نے تمہیں کام کے لئے بھیجا اور تم کھیل میں لگ گئے؟ لیکن رحمۃ للعالمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت کا یہ عالَم تھا کہ اس موقع پر بھی آپ نے مسکرا کر صرف اتنا فرمایا کہ بھائی تمہیں ہم نے جس کام کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں گئے؟ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت تو یہ ہے۔

بچّوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں

اور ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ ہم مسجد میں دوسروں کے بچّوں کو اس طرح ڈانٹتے ہیں کہ اپنے بچّوں کو بھی اس طرح نہیں ڈانٹتے۔ بچّوں کے ساتھ یہ بے رحمی کا معاملہ کرنا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے؟ جب یہ آپ کی سُنّت نہیں ہے اور ہم مسلمان ہیں اور آپ کے امتی ہیں تو ہمارے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی قابلِ عمل ہونا چاہئے۔ اور ایک بات یہ بھی ہے جو شخص غُصّے میں بچّوں کو ڈانٹتا ہے اس کا کبھی پائیدار اثر نہیں ہوتا۔ اس وقت وقتی طور پر وہ سہم جائیں گے، لیکن وہ بچّے وہ عمل دوبارہ کریں گے۔ لیکن اگر آپ پیار سے ان کو سمجھائیں گے کہ بیٹا! مسجد میں خاموش رہتے ہیں۔ شرارت نہیں کرتے ہیں۔ اس کا ادب کرتے ہیں۔ تو وہ بچہ آپ کی بھی عزت کرے گا اور انشاء اللہ دوبارہ وہ

شرارت نہیں کریگا۔ لہٰذا جب آپ اس بچے کی عزت کریں گے، اِس کا احترام کریں گے تو وہی بچہ بڑا ہو کر آپ کی خدمت کرے گا۔ بشرطیکہ آپ نے اس کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا ہو۔ لیکن اگر آج آپ اس کو اس طرح ڈانٹ دیں گے تو کل وہ آپ کی طرف رخ بھی نہیں کرے گا۔ لہٰذا جب ہم مسجد میں آنے والے بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کریں گے تو بچے ضرور بات قبول کریں گے اور ان کے دل میں بات اترے گی۔ اور اگر اس طرح ان کے ساتھ نازیبا برتاؤ کریں گے تو ہم گناہ گار بھی ہوں گے اور بچوں کی بھی اصلاح نہیں ہوگی۔

بس یہ تین گناہ ہیں۔ جو آج ہماری مساجد میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين